خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے
کہ دروے بود قیل و قال محمد ﷺ

عقیدے کی اہمیت

از

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

تحریک تبلیغ اسلام

مفتی آباد شاہکوٹ روڈ نزد کھڑیانوالہ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۔ اما بعد!

دین اسلام کے دو حصے ہیں: (۱) ایمان وعقیدہ (۲) اعمال۔

اعمال...... یعنی نماز وروزہ، حج وزکوٰۃ یہ بیشک دین کا جزو اور فرض قطعی ہیں ان سب کا حساب ہوگا اور ضرور ہوگا لیکن قیامت کے دن ہوگا۔ ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ (قرآن مجید)

اور قبر میں صرف عقیدہ پوچھا جائے گا۔ کسی عمل کے متعلق سوال نہیں ہوگا لہٰذا جس کا عقیدہ دُرست ہوا اس کی قبر جنت کا باغ بن جائے گی اور وہ تا قیامت قبر میں ہی جنت کی بہاریں حاصل کرلے گا۔ لیکن جس کا عقیدہ خراب ہوا وہ نامراد دوزخ میں دھکیلا جائے گا۔

آج جتنی مذہبی جماعتیں ہیں (سوا ولیوں غوثوں قطبوں کی جماعت کے) ساری کی ساری یہی پروپیگنڈا کر رہی ہیں عمل، عمل عقیدہ کی بات ہی کوئی نہیں کرتا اور یہ خارجیوں کا شیوہ ہے اللہ والوں کا شیوہ نہیں ہے اللہ والوں کا شیوہ عقیدہ کی درستگی ہے اسی جذبہ کے تحت میرے والد گرامی قدر فقیہ عصر دامت برکاتہم القدسیہ نے کتاب 'عقیدہ کی اہمیت' لکھی ہے جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پڑھیں اور تعصب سے بالاتر ہوکر پڑھیں اور اپنا عقیدہ مضبوط کر کے جنت کی بہاریں حاصل کریں۔

حافظ محمد حبیب امجد

مہتمم جامعہ زاہدیہ امین الاسلام

فیصل آباد

امتنان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الذی من علینا اذ جعلنا من امۃ رسولہ وحبیبہ ونبیہ سید المرسلین وخاتم النبین اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وعترتہ الی یوم الدین۔ اما بعد!

اللہ تعالیٰ کا لاکھوں کروڑوں بار شکر ہے کہ اس ذات وحدہٗ لاشریک نے ہمیں اشرف المخلوقات میں پیدا کر کے ولقد کرمنا بنی آدم کا تاج ہمارے سروں پر سجایا پھر دوسرا انعام کہ اللہ ذوالجلال نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں رسولوں علی نبینا وعلیہم السلام میں سے سب سے افضل سب سے اکرم سب سے اشرف سب سے اعلیٰ سب سے اولیٰ سب سے اشہر یعنی اپنے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُمتی بنایا پھر کرم پر کرم اور انعام پر انعام یہ کہ ہمیں اہلسنّت و جماعت کے عقائد سے آراستہ پیراستہ کیا اور یہ وہ انعام ہے کہ اس کے مقابلہ میں باقی دنیا بھر کے انعامات ہیچ ہیں۔ سارے ولیوں، غوثوں، قطبوں کے ذکر وفکر سحر خیزیاں کشف وکرامات آہ وفغاں اور سارے علماءِ کرام محدثین عظام کے علوم تصنیفات تحریات وتقریرات ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور عقائدِ اہلسنّت و جماعت دوسرے پلڑے میں رکھے جائیں تو عقائد ہی وزنی ہوں گے جیسے کہ آپ زیر نظر کتاب کا مطالعہ کرتے وقت دیکھ لیں گے۔ پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

والحمد للہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ
سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

ابوسعید محمد امین غفرلہٗ

ولوالدیہ ولاحبابہٖ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ الحمد للّٰہ وحدہ‘ و الصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ‘

وعلیٰ آلہٖ واصحابہ الذین اوفوا بعھدہٖ ۔ اما بعد !

دین کے دو جز ہیں: (۱) عقائد (۲) اعمال۔

اعمال یعنی نماز روزہ حج زکوۃ کے طور طریقہ میں اختلاف بری بات نہیں بلکہ اُمت کے والی جان دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

اختلاف امتی رحمۃ (اوکما قال)

یعنی میری اُمت کا آپس میں اختلاف رحمت ہے۔

لیکن عقائد وایمانیات میں اختلاف سراسر تباہی اور آخرت کی بربادی ہے۔ عقائد دُرست ہوئے تو بخشش کی قوی اُمید ہے اور اگر عقائد درست نہ ہوئے تو اعمال خواہ کتنے ہی اونچے کیوں نہ ہوں بخشش ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتی۔

حدیثِ پاک سنئے اور ایمان مضبوط کیجئے۔

پہلی حدیث پاک جس کے راوی سیّدنا ابن عائذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں‘ فرمایا...... ایک جنازہ حاضر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنازہ پڑھانے کیلئے تشریف لائے جب جنازہ پڑھانے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

لا تصل علیہ یا رسول اللہ فانہ رجل فاجر

یارسول اللہ اس کا جنازہ نہ پڑھائیں کیونکہ یہ شخص بدکار ہے۔

یہ سن کر رحمۃ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیچھے کو مڑ کر دیکھا اور نمازیوں سے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے اس شخص (میت) کو اسلام کا کوئی کام کرتے دیکھا ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا، یارسول اللہ! میں نے اس کو دیکھا ہے اس نے ایک دن فی سبیل اللہ پہرہ دیا تھا۔ یہ سن کر رحمتِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا دیا اور پھر اس کو قبر میں اُتارا اور جب اس پر مٹی ڈالی تو فرمایا اے میرے عزیز:

اصحابک یظنون انک من اھل النار وانا اشھد انک من اھل الجنۃ

تیرے ساتھی گمان کرتے ہیں کہ تو دوزخی ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ کا رسول گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے۔

پھر فرمایا:

یا عمر انک لا تسل عن اعمال الناس و لکن تسال عن الفطرۃ (بیہقی، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۳۶)

یعنی اے عمر! تجھ سے لوگوں کے اعمال کے متعلق سوال نہیں ہوگا بلکہ فطرت (عقائد) کے متعلق پوچھا جائے گا۔

اس حدیثِ پاک سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ نجات کا دارومدار عقیدہ پر ہے۔ عقیدہ دُرست ہوا تو بخشش کی بہت بڑی اُمید ہے ورنہ خرابی ہی خرابی ہے۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی حدیثِ پاک کی شرح کرتے ہوئے فرمایا:

فان الاعتبار بالفطرۃ و الاعتماد بالاعتقاد (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۳)

یعنی اعتبار فطرت اور عقیدے کا ہے۔

الحمدللہ ربّ العالمین چونکہ اس مرنے والے کا عقیدہ درست تھا اس لئے باوجود اس کے کہ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے فسق و فجور کی گواہی دے رہے ہیں۔ اس مرنے والے کو دربارِ نبوت سے بخشش اور نجات کی ڈگری مل گئی...... اور اس کے برعکس جس کا عقیدہ درست نہ ہو وہ کتنے ہی اونچے اور اچھے عمل کرے وہ دوزخی ہے ایسے کی بخشش نہیں ہوسکتی۔

دوسری حدیث پاک جس کے راوی سیّدنا ابوہریرہ صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں' فرمایا...... حنین کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کو دیکھ کر فرمایا یہ دوزخی ہے اور جنگ شروع ہوئی تو اس شخص نے خوب جوہر دِکھائے مسلمانوں کی طرف سے کافروں کے ساتھ خوب لڑا حتی کہ اسے کافی زخم آئے۔ اسلامی لشکر والوں میں سے ایک نے دربارِ نبوت میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ! جس شخص کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ یہ دوزخی ہے وہ تو اسلام کی خاطر خوب لڑ رہا ہے (کیا ایسا شخص بھی دوزخ جائے گا) یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں بے شک وہ دوزخی ہے۔ یہ سن کر قریب تھا کہ بعض لوگ شک میں مبتلا ہوجاتے (کیونکہ اگر ایسا جاں نثار بھی دوزخ جائیگا تو جنت کون جائیگا) لیکن ہوا یوں کہ جب جنگ ختم ہوئی وہ شخص خودکشی کرکے حرام کی موت مرگیا۔ یہ دیکھ کر لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف دوڑے اور عرض کی یا رسول اللہ بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچ کر دکھایا ہے کہ وہ شخص حرام کی موت مر کر دوزخی ہوا۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ کے سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

یا بلال قم فاذن لا یدخل الجنۃ الا مؤمن و ان اللہ لیوید ھٰذ الدین بالرجل الفاجر

یعنی اے بلال اُٹھ اور اعلان کر کہ جنت میں وہی جائے گا جو مومن ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید و حمایت کسی فاجر شخص سے بھی کرالیتا ہے (جیسے کہ اس دوزخی سے دین کی حمایت کرائی)۔ (صحیح بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۴)

اس حدیثِ پاک کی شرح میں علامہ خطیب بغدادی نے فرمایا:

و کان من المنافقین

یعنی وہ شخص جس نے اسلام کی خاطر خوب جنگ کی وہ منافق تھا (اس کا عقیدہ درست نہیں تھا)۔

اس حدیثِ پاک سے بھی ثابت ہوا کہ جس کا عقیدہ درست نہ ہواس کی بخشش نہیں ہوسکتی۔ قابل غور بات ہے کہ اعمالِ صالحہ یعنی نماز روزہ وغیرہ میں سے فی سبیل اللہ جہاد کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان مال قربان کرنا یہ سب اونچی نیکی ہے لیکن جس کا عقیدہ درست نہیں جس کے دل میں نفاق ہے ایسا شخص جنت نہیں جاسکتا۔ اس کی تائید میں دو اور حدیثیں بھی سن لیں کہ قیامت کے دن صحیح العقیدہ مومن کا حساب کس طرح ہوگا اور بدعقیدہ منافق کا حساب کس طرح ہوگا۔

تیسری حدیث پاک جس کے راوی سیّدنا ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں...... فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے...... اللہ تعالیٰ (صحیح العقیدہ) مومن کو اپنے قریب کریگا اور اس پر اپنی رحمت کا دامن رکھے گا اور اس کو لوگوں سے چھپائے گا اور فرمائے گا اے بندے تو نے فلاں وقت فلاں گناہ کیا تھا فلاں وقت فلاں گناہ کیا تھا تو وہ بندہ اقرار کرتا جائیگا ہاں یا اللہ مجھ سے یہ گناہ بھی ہوا یہ بھی ہوا حتیٰ کہ وہ مومن گمان کرے گا اب میں بچ نہیں سکتا کہ اچانک اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے بندے میں نے تیرے گناہوں کو دنیا میں چھپائے رکھا اب میں نے ان گناہوں کو معاف کردیا ہے پھر اس کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا (جس کی وجہ سے وہ جنت داخل کردیا جائے گا)۔

لیکن کافروں اور منافقوں کے متعلق برملا فرمایا جائے گا اے لوگو سن لو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا تھا لہٰذا ایسے ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

چوتھی حدیث پاک میں ہے جس کے راوی سیّدنا ابوہریرہ صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے...... اللہ تعالیٰ منافق کو فرمائے گا اے فلاں کیا میں نے تجھے عزت نہ دی تھی کیا میں نے تجھے سرداری نہ دی تھی کیا میں نے تجھے تیری بیوی نہ دی تھی کیا میں نے تجھے سواریاں نہ دی تھیں تو وہ منافق کہے گا یا اللہ میں تجھ پر ایمان لایا میں نے نمازیں پڑھیں میں نے روزے رکھے میں صدقہ وخیرات کرتا رہا میں نے یہ کیا وہ کیا اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا ٹھہر جا ہم تجھ پر گواہ پیش کرتے ہیں وہ سوچے گا وہ کون ہیں گواہ جو میرے خلاف گواہی دیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے فرشتو! اس کے منہ پر مہر لگادو پھر حکم ہوگا اس کی ران کو گواہی دے اس کا گوشت پوست اور ہڈیاں بھی اس کے خلاف گواہی دیں تاکہ اس کا کوئی عذر باقی نہ رہے اور وہ شخص (بدعقیدہ) منافق ہوگا اور اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔ (رواہ مسلم، مشکوۃ شریف صفحہ ۴۸۵)

ان دونوں احادیثِ مبارکہ سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ دارومدار عقیدہ اور ایمان پر ہے عقیدہ درست ہوا تو ساری بگڑی بن جائے گی اور اگر عقیدہ درست نہ ہوا تو بخشش نہیں ہوسکتی۔

پانچویں حدیث پاک...... فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے...... **جنگ میں قتل ہونے والے لوگ تین قسم کے ہیں:**

ایک وہ مومن جو اپنے مال و جان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے وہ جنگ میں شہید ہو جاتا ہے تو وہ ایسا صابر شہید ہے جو عرش الٰہی کے نیچے عالی شان محل میں ہوگا اس کے درمیان اور نبیوں کے درمیان صرف نبوت کا فرق ہے۔

دوسرا وہ مسلمان جس کے اعمال خلط ملط ہوتے ہیں (کچھ اچھے کچھ برے) جب وہ جہاد کرتے شہید ہو جاتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ان السیف محا للخطایا کہ تلوار گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ ایسا شخص جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت جا سکتا ہے۔

تیسرا وہ منافق ہے جو اپنی جان و مال کے ساتھ جنگ کرتا ہے وہ جب جنگ میں مارا جائے تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

فذاك فی النار ان السیف الا یمحو النفاق (رواہ الدارمی، مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۵)

یعنی دوزخ میں اس لئے جائے گا کہ تلوار نفاق کو نہیں مٹا سکتی۔

اے میرے عزیز! اس حدیثِ پاک پر غور کر پھر غور کر کہ جس کا عقیدہ دُرست ہے وہ کتنا ہی گناہ گار تلوار لگتے ہی سارے گناہ معاف ہو گئے اور وہ جنتی ہو گیا لیکن جس کے دل میں نفاق ہو وہ اگر دورانِ جنگ لڑتا لڑتا مارا بھی جائے وہ جنت نہیں جا سکتا۔

اسی لئے بعض بزرگانِ دین نے فرمایا: اول الامر الاعتقاد یعنی سب سے اوّل اور اہم چیز عقیدہ ہے لہٰذا اگر عقیدہ درست نہ ہوا تو بخشش نہیں ہو سکتی۔

اللھم احینا وامتنا علیٰ معتقدات اھل السنۃ والجماعۃ

واحشرنا معھم بمنك وفضلك وكرمك یا ارحم الراحمین

سوال......منافق کون ہوتا ہے اور نفاق کیا چیز ہے؟ دلائل سے سمجھایا جائے کیونکہ بعض لوگ منافق کی نشانیوں کو ہی نفاق کہہ دیتے ہیں جن نشانیوں کا حدیثِ پاک میں ذکر ہے کہ منافق جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور جب جھگڑا کرتا ہے تو گالی گلوچ کرتا ہے۔ و غیر ذالك

جواب......نفاق ایک قلبی (دل کی) بیماری ہے جس کا قرآن مجید میں یوں ذکر آیا ہے:

فی قلوبهم مرض وزادهم الله مرضا (قرآن مجید)

یعنی منافقوں کے دلوں میں بیماری ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس بیماری کو اور بڑھاتا ہے۔

وہ یوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان کو بڑھاتا رہتا ہے اور منافقوں کی بوجہ حسد وبغض بیماری بڑھتی رہتی ہے چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے:

وحسدا علیٰ ما یرون من ثبات امو الرسول صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و استعلاء شانه یوما فیوما فزاد الله غمهم بمازاد فی اعلاء امره ورفع قدره وان نفوسهم کانت مؤوفة بالکفر وسوء الاعتقاد ومعاداة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم (روح البیان)

یعنی منافق لوگ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کا ثبات اور سرکار کی رفعت شان کو دن بہ دن بڑھتا دیکھتے ہیں تو ان کی غم کی بیماری بھی اتنی ہی بڑھتی رہتی ہے جتنا سرکار کا مرتبہ اور مقام بڑھتا رہتا ہے اور منافقوں کے نفوس بوجہ کفر اور بدعقیدگی کے اور بسبب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دشمنی کے مووف ہو چکے ہیں۔

نیز میاں عبدالرشید صاحب نے فرمایا، منافق وہ ہیں جو اسلام کے دعویدار تو ہیں مگر ان کے دل حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے خالی ہیں۔

اور الصارم المسلول میں ہے:

لان الایمان والنفاق اصله فی القلب (الصارم المسلول لابن تیمیہ، صفحہ ۳۴)

یعنی ایمان اور نفاق کا تعلق دل سے ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ نفاق صرف نشانیوں کا نام نہیں بلکہ یہ ایک قلبی چیز اور روحانی بیماری ہے اور یہ ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے انسان کافروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

ان المنافقين فى الدرك الاسفل من النار

بے شک منافق لوگ دوزخ میں کافروں سے بھی نیچے ہوں گے۔

اور الصارم المسلول میں ہے:

لان المنافقين اسؤ حالا من الكفار (صفحہ ۱۸۶)

یعنی منافق لوگ کافروں سے بھی بدتر ہیں۔

اور نفاق وہ بیماری ہے جس کی وجہ سے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت نہیں رہتی بلکہ محبت کی جگہ بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ پیچھے مذکور ہوا۔ جس کی وجہ سے منافق حبیبِ خدا سیّد انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع کو گھٹانے میں لگا رہتا ہے کیونکہ نفاق کی خصلت ہی ایسی ہے: النفاق يورث الاعتراض یعنی نفاق اعتراض پیدا کرتا ہی رہتا ہے۔ جیسے کہ مولانا سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب نے ایک واقعہ بیان فرمایا:۔

واقعہ

مولانا سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے استاد گرامی قدر مولانا سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے سیّد دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کرائی تھی وہ یوں کہ میں راولپنڈی کے ایک دینی مدرسہ میں پڑھتا تھا وہاں کا استاد بہت گستاخ تھا وہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایسی باتیں کہہ جاتا تھا جن باتوں کو لکھتے ہوئے قلم لرز جاتا ہے۔

مولانا سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب نے فرمایا میں نے یہ سارا واقعہ گولڑہ شریف میں حاضر ہوکر حضرت بابو جی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا اگر ایمان بچانا ہے تو اس مدرسہ کو چھوڑ دو میں نے پوچھا کہ پھر میں کدھر جاؤں تو بابو جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا آپ ملتان شریف میں علامہ کاظمی شاہ صاحب کے مدرسہ میں چلے جائیں اور وہیں جا کر پڑھیں چنانچہ میں جب ملتان شریف حاضر ہوا تو حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب نے حالات پوچھ کر فرمایا اچھا ہوا کہ ایمان بچا کر نکل آئے مولانا غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے ہیں میں نے پوچھا وہاں کون سی بات تھی کہ میرا ایمان ضائع ہوجاتا حضرت کاظمی شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات بیان کرتے ہیں اور وہ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ سرکار نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نقص اور عیب ڈھونڈ نکالیں (العیاذ باللہ) بتاؤ تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات پسند ہیں یا آپ پر عیب و افترا پسند ہے میں نے کہا مجھے تو کمالات پسند ہیں اس پر غزالیٔ زماں نے فرمایا آج رات تم سوؤ گے تو ان شاءَ اللہ تمہیں سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی سرکار خود کرم فرمائیں گے تو خود حضور سے پوچھ لینا کہ کہاں پڑھنا بہتر ہے۔

سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں جب سویا تو اسی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو پہلی بات فرمائی وہ یہ تھی، اچھا ہوا تم اس مدرسہ میں آ گئے تمہارا ایمان بچ گیا۔ یہ سن کر میں نے خواب ہی میں عرض کیا حضور وہاں (پہلے مدرسہ میں) کون سی خرابی تھی جس سے میرا ایمان ضائع ہوجاتا اس پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ مجھ میں عیب ڈھونڈتے اور نقص تلاش کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور (حضرت غزالیٔ زماں) کی طرف اشارہ کرکے فرمایا جبکہ یہ لوگ میرے کمالات تلاش کرتے اور بیان کرتے رہتے ہیں بتاؤ تمہیں میرے کمالات سننا پسند ہیں یا عیب سننا میں نے عرض کیا حضور مجھے آپ کے کمالات پسند ہیں۔

سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب نے فرمایا جب میں غزالیٔ زماں (علامہ کاظمی شاہ صاحب) کے پاس سبق پڑھنے کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا رات والے خواب کا حال سناؤ۔ میں نے سارا خواب بیان کیا تو بہت خوش ہوئے اور مجھے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت پر مبارکباد دی اور فرمایا میں نے بھی تو یہی بتایا تھا۔ (ماہنامہ السعید ملتان ماہ شوال۔ فروری ۱۹۹۸ء)

اسی بیماری کی وجہ سے منافقین جب احادیثِ مبارکہ میں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان وعظمت [1] دیکھتے ہیں تو اگر مگر کے چکر چلا کر ماننے سے انکار کردیتے ہیں۔ چنانچہ نور بصیرت والوں نے فرمایا جو نبی علیہ السلام کا کلمہ نہ پڑھے وہ کافر ہے اور جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو نہ مانے وہ منافق ہے۔

الانفاق یورث الاعتراض والانکار (روح البیان)

اور نفاق ایک ایسی بیماری ہے جو انکار و اعتراض پیدا کرتی ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے:

الایمان یقطع الانکار والاعتراض ظاہراً وباطناً

اور اس کے برعکس ایمان ہے جو کہ انکار اور اعتراض کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔

کیونکہ ایمان ہے اقرار باللسان اور تصدیق القلب یعنی زبان کے ساتھ اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا اور تصدیق کہتے ہیں گرویدگی کو۔ (مقدمہ فتاویٰ عالمگیری)

نیز الصارم المسلول میں ہے:

التصدیق ھو تعظیم الرسول واجلالہ' (الصارم المسلول صفحہ ۵۱۸)

تصدیق نام ہے حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کا اور جب مومن کے دل میں رحمت کائنات سیّد العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر بیٹھ جائے گی تو سارے اعتراضات وغیرہ خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ جیسے کہ ابوجہل نے معراج کا واقعہ سنا اور بھاگا بھاگا سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور واقعہ معراج بیان کرکے پوچھا، اے ابوبکر! اب آپ کا کیا خیال ہے تو فرمایا، میں اس کو اوّل تا آخر مانتا ہوں کیونکہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے صدیقوں کے سردار ہیں تو دل میں کیسے کوئی اعتراض یا انکار رہ سکتا تھا۔

الحاصل مومن کے دل میں جب رسولِ مکرم حبیبِ معظم رحمتِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر بیٹھ جاتی ہے تو وہ ہر شان وعظمت والی بات کو دل سے مان لیتا ہے بلکہ جتنی عظمت ورفعت کی باتیں دیکھتا سنتا ہے اس کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

سیّدی وسندی محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے، اگر تم نے دیکھنا ہو کہ مومن کون ہے اور بدعقیدہ کون ہے تو کسی مجمع میں سیّد دوعالم رحمتِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح احادیثِ مبارکہ سے شان بیان کرو اور پھر لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھو۔ جس کا چہرہ کھل گیا ہے وہ ہشاش وبشاش ہو رہا ہے وہ پکا مومن ہے اور جس کے چہرے پر ناخوشی کے آثار ہوں وہ کبیدہ خاطر ہو رہا ہے وہ بدعقیدہ اور منافق ہے۔

---

[1] حبیبِ مکرم رسولِ محترم باعث ایجاد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وشان دیکھنے کیلئے کتاب 'البرہان' نیز دیگر کتب اہلسنّت کا مطالعہ کریں۔

سوال...... یہ بات تسلیم کرتے ہوئے نجات کا دارومدار عقیدے پر ہے لیکن ہر گروہ ہر جماعت والے یہی دعوے کرتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں ہمارا عقیدہ صحیح اور سچا ہے تو کیوں نہ کہا جائے کہ سارے کلمہ گو حق پر ہیں اور سب بخشش کے حقدار ہیں۔

جواب...... یہ کہنا کہ سارے گروہ اور ساری مذہبی جماعتیں حق پر ہیں اور سب کی بخشش ہو جائیگی یہ سراسر غلط اور قرآن وحدیث کو جھٹلانے کے مترادف ہے کیونکہ قرآن مجید میں کلمہ گو نمازیوں، روزہ داروں کے متعلق فرمایا ہے:

ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار

بیشک منافق لوگ دوزخ میں سب سے نیچے درجے میں ہوں گے۔

نیز قرآن مجید میں ہے:

وعد اللّٰہ المنافقین والمنافقات والکفار نار جہنم

یعنی اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور عورتوں سے دوزخ کا وعدہ کر رکھا ہے۔

نیز قرآن مجید میں ہے:

و یعذب اللّٰہ المنافقین والمنافقات والمشرکین والمشرکات

یعنی اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو نیز مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب میں ڈالے گا۔

نیز قرآن مجید میں ہے:

ان اللّٰہ جامع المنافقین والکافرین فی جہنم

یعنی بیشک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں اِکٹھا کرے گا۔

مندرجہ بالا آیاتِ قرآنیہ میں غور کریں کہ منافقوں کا کیا انجام ہوگا۔ حالانکہ منافق لوگ کلمہ گو ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج کرتے، زکوٰۃ دیتے اور جنگوں میں بھی شریک ہوتے ہیں۔ جب ایسے نمازیوں، روزہ داروں کا یہ انجام ہے تو یہ کہنا سراسر غلط ہوگیا کہ ہر کلمہ گو بخشش کا حقدار ہے۔ ازاں بعد حدیث مبارکہ سن لیجئے تا کہ دل میں کسی قسم کا شبہ نہ رہ جائے۔

﴿حدیثِ پاک﴾

ان بنی اسرائیل تفرقت علیٰ ثنتین وسبعین ملة وتفترق امتی علیٰ ثلاث و سبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول اللّٰہ قال ما انا علیه و اصحابی (رواہ الترمذی) و فی روایة احمد و ابی داود عن معاویة ثنتان وسبعون فی النار و واحدة فی الجنة وهی الجماعة (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیشک بنی اسرائیل بہتر (۷۲) گروہوں میں بٹ گئے اور میری اُمت تہتر (۷۳) گروہوں میں بٹ جائے گی جن میں سے بہتر گروہ دوزخ جائیں گے اور صرف ایک جنت جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ نجات پانے والا گروہ کون ہوگا تو فرمایا وہ گروہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کرام کے طریقے پر ہوگا اور اس کا نام جماعت ہے۔

الحمدللہ ربّ العالمین! اس حدیثِ پاک سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ سارے کلمہ گو حق پر اور جنتی نہیں بلکہ ان تہتر گروہوں میں سے صرف ایک گروہ وہ ہے جو بخشش کا حقدار ہے باقی سب دوزخی ہیں۔ نیز اس مندرجہ بالا حدیث اور قرآن پاک کی آیاتِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ یہ پروپیگنڈا سراسر غلط ہے کہ سارے ہی بخشش کے حقدار ہیں۔

اے میرے مسلمان بھائی مندرجہ بالا چاروں احادیثِ مبارکہ پر غور کر اور سوچ پھر سوچ کہ یہ ارشاداتِ مبارکہ کسی فرقہ باز ملاں مولوی کے نہیں بلکہ یہ اس اصدق الصادقین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مبارکہ ہیں جس کا کلمہ پڑھ کر ہم مسلمان کہلاتے ہیں اس کے باوجود اگر تو یہی رٹ لگاتا رہے کہ سب ٹھیک ہیں سب جنت کے حقدار ہیں تو تُو خود بدعقیدہ ہے تو در پردہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) غلط کہہ رہا ہے (خاک بدہن گستاخ)...... اللہ تعالیٰ ہم سب کو باادب رکھے۔

فقیر ابوسعید غفرلہٗ

نیز یہ فرمان کہ جنتی گروہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کرام کے طریقے پر ہوگا۔

الحمدللہ ربّ العالمین! وہ گروہ اہلسنّت وجماعت کا ہے کیونکہ تمام صحابہ کرام ادب میں رنگے ہوئے تھے اگر کسی وقت رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا تاؤ یہ کون سا دن ہے یا کون سی جگہ ہے تو صحابہ کرام کا جواب ہوتا:

اللّٰہ و رسولہ اعلم

یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول جانتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ کبھی بھی نہیں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ جانے رسول کو کیا خبر...... لہٰذا ایسا کہنے والے کہ رسول کو کیا خبر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے پر ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اہلسنّت وجماعت گروہ کے ساتھ وابستہ رکھے کیونکہ یہی وہ گروہ ناجی ہے یہی جنت جائے گا۔

اللھم ثبتنا علیٰ معتقدات اھل السنۃ واحشرنا معھم بمنک وفضلک و کرمک ورحمتک یا ارحم الراحمین بجاہ من اتخذتہ حبیبا فی الدنیا والآخرۃ ...... صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ واصحابہٖ وازواجہ الطاھرات امھات المومنین الی یوم الدین والحمد للّٰہ ربّ العالمین

سوال......اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ نجات پانے والا گروہ صرف اہلسنّت و جماعت ہے؟

جواب......اس کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثِ پاک سے نیز علمائے کرام محدثین عظام اور بزرگانِ دین کے اقوالِ مبارکہ سے پیش کیا جاتا ہے۔

﴿حدیثِ پاک﴾

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال تبیض وجوہ اھل السنۃ وتسود وجوہ اھل البدع (تفسیر مظہری سورۂ آل عمران)

زیرِ آیتِ مبارکہ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ یعنی قیامت کے دن اہلسنّت کے چہرے چمکتے ہوں گے اور بدمذہبوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

اقوال مبارکہ

۱......حدیثِ مبارکہ کہ میری اُمت کے تہتر فرقے ہوں گے جن میں سے صرف ایک گروہ جنتی ہوگا باقی بہتر گروہ دوزخی ہوں گے' یہ حدیثِ پاک بیان کر کے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

فلا شک ولا ریب انھم اھل السنۃ والجماعۃ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

یعنی اس بات میں شک وشبہ نہیں ہے کہ نجات پانے والی جماعت اہلسنّت وجماعت ہیں۔

۲......غوثوں کے غوث محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوثِ اعظم جیلانی قدس سرہٗ کا فرمانِ عالیشان ہے:

واما الفرقۃ الناجیۃ فھی اھل السنۃ والجماعۃ (آپ کی طرف منسوب کتاب غنیۃ الطالبین)

یعنی نجات پانے والا گروہ اہلسنّت وجماعت کا گروہ ہے۔

نیز سرکارِ غوثِ اعظم قدس سرہٗ نے ایمان والوں پر لازم قرار دیا کہ وہ اہلسنّت وجماعت کی اتباع کریں فرمایا:

فعلی المؤمن اتباع السنۃ والجماعۃ

۳......سیّدنا امام ربانی مجدد ومنور الف ثانی قدس سرہٗ نے فرمایا، شیخ (پیر) اپنے مریدوں کو اس بات کی نصیحت کرے کہ وہ اپنے عقائد نجات پانے والی جماعت یعنی اہلسنّت وجماعت کے موافق رکھیں اور اس بات کی تاکید کرے کہ وہ فقہ کے ضروری احکام سیکھ کر ان پر عمل کریں کیونکہ اس راہ میں بغیر ان دو پروں یعنی عقیدہ اور عمل کے اُڑنا محال ہے۔ (مبداء معاد)

۴.....سیّدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا دوسرا ارشاد مبارک: اصل مقصد یہ ہے کہ ہمیں عقائدِ اہلسنّت و جماعت عطا ہوئے اس دولت کے ہوتے ہوئے اگر ہمیں یہ احوال و مواجید عطا کئے جائیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اگر یہ احوال و مواجید نہ بھی ملیں تو ہم اہلسنّت و جماعت کے عقائد کو کافی جانتے ہیں کیونکہ جب یہ دولت ہے تو سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں کیونکہ احوال و مواجید جو بغیر عقیدہ اہلسنّت و جماعت کے ہوں ہم اسے استدراج اور سراسر خرابی جانتے ہیں۔ (مکتوبات مجددیہ مکتوب ۶۷ جلد سوم)

۵.....سیّدنا امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہٗ کا تیسرا ارشاد گرامی: آدمی کیلئے اہلسنّت و جماعت کے عقائد کے مطابق عقیدہ رکھنے کے سوا چارہ نہیں تا کہ آخرت کی کامیابی اور نجات حاصل ہو کیونکہ اہلسنّت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھنا زہر قاتل ہے جو کہ ہمیشہ کی موت اور دائمی عذاب کا سبب ہے۔ عمل میں کوتاہی ہو تو نجات کی اُمید کی جاسکتی ہے لیکن اگر عقیدہ میں کوتاہی ہو تو بخشش کی گنجائش نہیں رہتی۔ (مکتوب ۱۷ جلد سوم)

۶.....سیّدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا چوتھا فرمان ذیشان.....فرمایا، دین کے دو جزو ہیں: (۱) عقیدہ (۲) عمل۔ لیکن عقائد دین کے اصول میں سے ہیں اور اعمال فروع ہیں لہٰذا جس کے عقائد دُرست نہیں وہ نجات نہیں پاسکتا اور اس کے حق میں عذابِ الٰہی سے خلاصی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں جس کے عقائد درست ہوں اگر اعمالِ صالحہ نہ ہوں اس کی نجات کی امید کی جاسکتی ہے۔ (مکتوب ۱۷ جلد سوم)

۷.....سیّدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا پانچواں ارشاد گرامی.....پس چاہئے کہ اپنا عقیدہ اہلسنّت و جماعت کے عقائد کے مطابق رکھے اور زید و عمر کی بات پر کان نہ دھرے دوسروں کی لفاظیوں اور بناوٹی باتوں پر اعتبار کرنا اپنے کو تباہی میں ڈالنا ہے۔ (مکتوب ۲۵۱ جلد اوّل)

۸.....سیّدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا چھٹا فرمانِ عالی شان.....فرمایا، اہلسنّت و جماعت جو کہ نجات پانے والی جماعت ہے کی پیروی کے بغیر نجات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اگر بال برابر بھی ان کی مخالفت ہوئی تو خطرہ ہی خطرہ ہے اور یہ بات کشف صحیح سے بھی یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے اس لئے اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہے پس خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اہلسنّت و جماعت کی پیروی کی توفیق ملی اور ان کی تقلید کا شرف حاصل ہوا اور ہلاکت ہے ان لوگوں کیلئے جو اہلسنّت و جماعت کے خلاف چلے اور ان سے منہ موڑا اور ان کی جماعت سے نکل گئے اور خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ (مکتوب ۵۹ جلد دوم)

۹.....سیّدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا ساتواں ارشاد مبارک.....فرمایا عقلمندوں پر پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اہلسنّت و جماعت کے مطابق اپنے عقائد درست کریں کیونکہ اہلسنّت و جماعت ہی جنتی گروہ ہے۔ (مکتوب ۱۲۶ جلد اوّل)

۱۰ ......امام ربانی خواجہ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا آٹھواں قول مبارک......فرمایا، حاصل کلام یہ ہے کہ نجات کا راستہ اقوال میں افعال میں اصول میں فروع میں اہلسنّت و جماعت کیساتھ مطابقت رکھنا ہے کیونکہ یہی جنتی گروہ ہے اور اہلسنّت و جماعت کے سوا جتنے گروہ ہیں وہ ہلاکت کے کنارے پر ہیں۔ آج اس کو کوئی جانے نہ جانے مگر کل قیامت کے دن ہر شخص جان لے گا مگر اُس وقت کا جاننا کام نہ آئے گا۔ یااللہ! ہمیں بیدار کر اس سے پہلے کہ ہمیں موت بیدار کرے۔ (مکتوب ۶۴ جلداوّل)

۱۱ ......حضور امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا نواں ارشاد گرامی......آپ دعا کرتے ہیں:

اللھم ثبتنا علیٰ معتقدات اھل السنة والجماعة

وامتنا فی زمرتھم واحشرنا معھم (مکتوب ٦٧ جلددوم)

یااللہ ہمیں اہلسنّت و جماعت کے عقائد پر ثابت قدم رکھ اور ہمیں اسی گروہ کیساتھ موت دے اور ہمارا حشر اسی جماعت کیساتھ کر۔

اے میرے عزیز! اے میرے آقا کے بھولے بھالے اُمتی! ذرا غور کر اور سوچ پھر سوچ کہ اس ولیوں کے ولی نے عقائدِ اہلسنّت و جماعت پر اتنا زور کیوں دیا ہے۔ یہ اسلئے کہ کہیں ہم لوگ دوسروں کی بناوٹی باتیں سن کر ان کے پیچھے نہ لگ جائیں اور اپنی آخرت تباہ نہ کر بیٹھیں۔

فافھم ولا تکن ممن الممترین

فقیر ابوسعید غفرلہٗ

اور سیّدنا امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہٗ کوئی معمولی ہستی نہیں اور نہ وہ کوئی فرقہ باز ملاں مولوی ہیں بلکہ یہ وہ دین کا ستون ہیں جن کو اپنوں بیگانوں سب نے خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی نے مندرجہ ذیل القابات کے ساتھ یاد کیا ہے......حضرت امام ربانی قیوم زمانی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی۔ (صراط مستقیم، صفحہ ۱۴۲)

نیز نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں:

الشیخ احمد بن عبد الاحد بن زین العابدین بن الفاروقی السرھندی بلدة عظیمة بین دھلی ولاھور وھو المعروف بمجدد الالف الثانی کان عالما عاملا عارفا کاملا فینتھی نسبہ الی الفاروق (ابجد العلوم، جلد۳ صفحہ ۲۲۵)

سوال......عقائد پر صرف امام ربانی مجدد الف ثانی نے ہی زور دیا ہے یا کسی اور بزرگ نے بھی کچھ فرمایا ہے؟

جواب...... سارے ولیوں، قطبوں، غوثوں کا یہی فرمان ہے کہ اپنے عقائد نجات پانے والی جماعت (اہلسنّت و جماعت) کے مطابق رکھیں۔

چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد گرامی گزرا:

فلا شك ولا ريب انهم اهل السنة والجماعة (مرقاۃ)

یعنی اس بات میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ نجات پانے والی جماعت صرف اہلسنّت وجماعت ہے۔

۱۲......غوثوں کے غوث محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوثِ اعظم جیلانی قدس سرہٗ کا فرمانِ عالیشان:

واما الفرقة الناجية فى اهل السنة والجماعة (غنية الطالبين)

یعنی نجات پانے والا گروہ اہلسنّت وجماعت کا گروہ ہے۔

۱۳......علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مبارک:

فعليكم معاشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة اللّٰه تعالىٰ وحفظه و توفيقه فى موافقهم وخذلانه وسخطه ومقته فى مخالفهم (المخة الوهابيه ٹائٹل)

اے ایمان والو! تم پر لازم ہے کہ تم نجات پانے والی جماعت جس کا نام اہلسنّت و جماعت ہے کی اتباع کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی حفاظت اور اللہ تعالیٰ کی توفیق اہلسنّت و جماعت کی موافقت میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور خذلان اہلسنّت وجماعت کی مخالفت میں ہے۔

۱۴......نیز خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نے فرمایا......اگر تمام احوال ومواجید ہمیں عطا کردیئے جائیں لیکن ہمیں اہلسنّت وجماعت کے عقائد سے آراستہ نہ کیا جائے تو ہم اسے سراسر خرابی سمجھتے ہیں اور اگر تمام خرابیاں ہم پر جمع کردی جائیں اور ہمیں اہلسنّت و جماعت کے عقائد سے سرفراز کردیا جائے تو ہمیں کچھ ڈر نہیں۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

۱۵......سیّدنا امام غزالی قدس سرہٗ کا فرمانِ عالیشان......پس جو تمام جہانوں کی غذا ہے یعنی عقائد اہلسنّت و جماعت اسے ہم بیان کرتے ہیں تاکہ ہر کوئی اس عقیدے کو اپنے دل میں جگہ دے کیونکہ یہ عقیدہ اس کی سعادت کا بیج ہوگا۔

۱۶......خواجہ عبدالشکور سالمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشادِ گرامی......آپ نے یہ حدیثِ پاک بیان کر کے کہ 'میری اُمت کے تہتر فرقے ہوں گے ان میں سے صرف ایک گروہ جنتی ہوگا باقی سب دوزخ جائیں گے' فرمایا:

و هی اهل السنة والجماعة

یعنی وہ نجات پانے والی جماعت اہلسنّت وجماعت ہے۔

۱۷......قطب ربانی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ کا ارشاد مبارک......آپ نے اولیاءِ کرام کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا، ولی کی دیگر علامت یہ ہے کہ وہ طریق میں داخل ہونے سے پہلے عقائد اہلسنّت وجماعت سے واقف ہو۔ (انوار قدسیہ)

۱۸......حضرت خواجہ عبدالعزیز دباغ قدس سرہٗ کا ارشاد مبارک:

ان لا یفتح علیٰ العبد الا اذا کان علیٰ عقیدة اهل السنة والجماعة ولیس لله ولی علیٰ عقیدة غیرهم ولو کان علیها قبل الفتح لوجب علیه ان یتوب بعد الفتح ویرجع الی عقیدة اهل السنة (الابریز)

یعنی کسی ایسے بندے کو جس کا عقیدہ اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ نہ ہو اسے ولایت نہیں مل سکتی اور کوئی ولی ایسا نہیں جس کا عقیدہ اہلسنّت وجماعت کے خلاف ہو ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ولایت عطا کرنا چاہے تو اس بندے پر واجب ہوگا کہ وہ اہلسنّت وجماعت کے عقائد کو اپنائے۔

۱۹......خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کا فرمان ذیشان......فرمایا، ہمارے طریقے کا دارومدار تین چیزوں پر ہے:

(۱) اہلسنّت وجماعت کے عقائد پر ثابت قدم رہنا (۲) دوام آگاہی (۳) عبادت۔

لہٰذا اگر کسی کو ان تینوں چیزوں میں سے ایک میں خلل آجائے تو وہ ہمارے طریقے سے خارج ہوجائے گا۔ (حالات مشائخ نقشبندیہ)

۲۰......حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مبارک......عقیدہ اہلسنّت و جماعت کا ملتزم ہوکر حدیث و فقہ سیکھنا چاہئے۔ (حالات مشائخ نقشبندیہ)

اور یہ تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ جو لوگ عقائدِ اہلسنّت و جماعت سے الگ ہوکر قرآن و حدیث سیکھتے ہیں وہ گمراہی میں دھکیلے جاتے ہیں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔قرآن مجید خود فرما رہا ہے:

یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا

نیز بزرگانِ دین کا ارشاد ہے:

الاحادیث مضلة الا الفقها (اقامۃ القیامۃ)

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے لوگوں سے بچائے۔

۲۱......حضرت خواجہ نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا......عقیدہ اہلسنّت و جماعت کو لازم پکڑو۔ (حالات مشائخ نقشبندیہ)

۲۲......قطب ربانی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ کا فرمان عالی شان:

المراد بالسواد الاعظم هم من كان اهل السنّة و الجماعة ولو واحدا فاعلم ذالك

یعنی سوادِ اعظم سے اہلسنّت و جماعت مراد ہیں خواہ وہ ایک ہی ہو۔ اے عزیز اس کو جان لے۔ (میزان شریعت کبریٰ)

ظاہر ہے کہ جیسے جیسے قیامت قریب آتی جائے گی اہل حق اہلسنّت کم ہوتے جائیں گے اور بد مذہب زیادہ ہوتے جائیں گے جیسے کہ ارشاد گرامی: ثم لا يزالون يخرجون۔

قیامت کے نزدیک بدعقیدہ لوگ زیادہ ہوتے جائیں گے اس بات کو دیکھ کر کچھ لوگ بغلیں بجاتے ہیں کہ دیکھو ہم زیادہ ہیں لہٰذا سواد اعظم ہم ہیں اس کے پیش نظر اس ولیوں کے ولی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ نے فرمایا، اہلسنّت و جماعت ہی سواد اعظم ہیں خواہ وہ ایک ہی رہ جائے۔

۲۳......خواجہ خواجگان خواجہ محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہٗ کی دعا:

اللهم امتنا على السنة و الجماعة و الشوق الى لقائك يا ذالجلال والاكرام

یا اللہ ہمیں اہلسنّت و جماعت کے عقائد پر اور اپنے دربار حاضری کے شوق پر موت دے یا ذوالجلال والکرام۔ (دلائل الخیرات)

۲۴......خواجہ خضر اور خواجہ الیاس نیز تمام اولیائے کرام مسلک اہلسنّت پر ہیں۔

قطب زمان خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہٗ نے فرمایا......واضح ہو کہ خواجہ خضر اور خواجہ الیاس کے نزدیک سب کے سب اولیائے کرام خواہ وہ حاضر ہوں غائب وہ سب مسلکِ اہلسنّت و جماعت پر ہیں۔ (رسالہ ابدالیہ)

مندرجہ بالا (۲۴) ارشاداتِ مبارکہ پیش کئے ہیں۔ مسلمان بھائیوں کی خدمت میں خیر خواہی کے طور پر اپیل کی جاتی ہے کہ وہ مندرجہ بالا ارشاداتِ عالیہ کو غور سے پڑھیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر سیدھے جنت پہنچ جائیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله ربّ العالمين و الصلوٰة و السلام علىٰ حبيبهٖ

سيّد الانبياء و المرسلين و علىٰ آلهٖ و اصحابهٖ اجمعين

سوال...... بہت ساری مذہبی جماعتیں دعوے کرتی ہیں کہ اہلسنّت و جماعت ہم ہیں لہٰذا بتایا جائے کہ ہمارے پاس کونسا معیار ہے جس سے دیکھ سکیں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے؟

جواب...... اگر بوتل میں شراب یا پیشاب بھرا ہو اور اس پر خوشنما لیبل لگا دیا جائے شربت روح افزا کا تو صرف لیبل لگانے سے اندر کی چیز شربت روح افزا نہیں بن سکتی بلکہ معیار صداقت خوشبو اور پاکیزگی ہے۔

یوں ہی اگر دل میں حبیبِ خدا سیّد انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بغض اور بے ادبی بھری ہو اور اس پر اہلسنّت و جماعت کا خوش نما لیبل لگا دیا جائے تو صرف لیبل لگانے اور دعوے کرنے سے اہلسنّت و جماعت نہیں بن سکتا بلکہ خالص اور صحیح اہلسنّت و جماعت وہ ہے جس کے قلم اور زبان سے رحمتِ کائنات والیٔ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت کی خوشبو آئے۔

جن لوگوں کے دلوں میں نبی اکرم شفیع اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بغض بھرا ہوا تھا وہ حاضر ہو کر قسمیں کھا کھا کر دعوے کرتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول اللّٰه

اے میرے حبیب! جب تیرے دربار منافق حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک بالتحقیق آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

واللّٰه يعلم انك لرسوله

کیا اللہ تعالیٰ نہیں جانتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ بیشک وہ جانتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ولیکن

واللّٰه يشهد ان المنافقين لكاذبون (قرآن مجید سورۂ منافقون)

ہاں اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بیشک یہ منافق لوگ جھوٹے ہیں۔

اس سے پتا چلا کہ صرف دعوے کرنے سے لیبل لگانے سے کچھ نہیں بنتا۔ اس کے برعکس جن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دلوں میں محبت و عظمت تھی ادب و احترام تھا انہوں نے کبھی قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں بلکہ ان کے دلوں میں محبت و عظمت کی خوشبو ہی معیار صداقت تھا۔ یوں ہی جو لوگ دعوے تو کریں اہلسنّت و جماعت ہونے کا لیکن ترجمانی کریں خارجیوں کے نظریات کی اور بتوں کافروں والی آیاتِ مبارکہ نبیوں ولیوں پر چسپاں کریں اور کہیں نبی ولی کچھ نہیں کر سکتے نیز کہیں......

☆ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

☆ اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

☆ نیز یہ کہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔

ایسے لوگ اہلسنّت و جماعت کیسے ہو سکتے ہیں بلکہ ایسے لوگ تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نظر میں ساری خدائی سے بدتر ہیں۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے: و کان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ یعنی سیّدنا عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے لوگوں کو ساری خدائی سے بدتر جانتے تھے اور فرماتے یہ لوگ اس لئے ساری مخلوق سے بدتر ہیں کہ

انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المومنین

یعنی یہ لوگ کافروں والی آیات مبارکہ کو مومنین (نبیوں ولیوں) پر چسپاں کرتے ہیں۔

اس ارشاد مبارک کے بعد ہر وہ مسلمان جس کے دل میں ذرّہ برابر بھی رحمتِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہوگی وہ آسانی سے جان لے گا کہ ایسے لوگ ہرگز ہرگز اہلسنّت و جماعت نہیں ہو سکتے خواہ اپنے پر ہزار لیبل اہلسنّت کا لگائیں۔

سوال......آپ نے عقیدہ کی اہمیت تو دلائل کیساتھ بیان کردی ہے کہ اس سے انکار ممکن نہیں لیکن اس سے یہ بات مترشح ہورہی ہے کہ اعمال کی کچھ حیثیت نہیں بلکہ یہ ایک غیر ضروری اور زائد چیز ہے۔اس کے متعلق وضاحت کریں۔

جواب......اعمالِ صالحہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو غیر ضروری اور زائد سمجھنا یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ کتاب کے آغاز میں لکھا گیا ہے دین کے دو جزو ہیں: (۱) عقائد (۲) اعمال۔اور جب اعمال دین کا جزو قرار پائے تو ان کو غیر ضروری یا زائد سمجھنا غلط ہوا۔ نماز فرض قطعی ہے، روزہ فرض قطعی ہے، حج فرض قطعی ہے، زکوٰۃ فرض قطعی ہے ان کا انکار کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے ہاں عقائد اور اعمال کا آپس میں تعلق شرط اور مشروط کا ہے۔ایمان (عقیدہ) شرط ہے اور اعمال مشروط ہیں۔قرآن پاک میں ہے:

و من عمل صالحا من ذكر او انثى و هو مومن فاولئك

يدخلون الجنة يرزقون فيها بغير حساب

اور جو نیک کام کرتا ہے خواہ مرد ہو خواہ عورت بشرطیکہ وہ ایماندار ہو تو وہ داخل ہونگے جنت میں رزق دیا جائیگا انہیں وہاں بغیر حساب۔

نیز قرآن مجید میں ہے:

من عمل صالحا من ذكر او انثى وهو مومن فلنحيينه حيوة طيبة (سورۃ نحل)

جو بھی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے عطا کریں گے ایک پاکیزہ زندگی۔ (جمال القرآن)

ان دونوں آیات مبارکہ میں اعمال صالحہ کیلئے ایمان کو شرط قرار دیا گیا ہے اور یہ مسلم کہ مشروط شرط کا محتاج ہوتا ہے لیکن شرط مشروط کی محتاج نہیں جیسے کہ وضو اور نماز، وضو نماز کیلئے شرط ہے اور نماز مشروط لہٰذا اگر کسی نے نماز کیلئے وضو تو کرلیا مگر کسی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکا تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ چونکہ اس نے نماز نہیں پڑھی لہٰذا وضو بھی نہیں رہا بلکہ اس کا وضو قائم ہے لیکن اگر کسی نے وضو نہ کیا اور نماز پڑھی تو نماز نہ ہوئی کیونکہ قانون ہے اذا فات الشرط فات المشروط لہٰذا کوئی مسلمان وضو کے بغیر ساری رات نماز پڑھتا رہے تو اس کی ایک رکعت بھی قبول نہیں بلکہ وہ گناہ گار ٹھہرے گا۔

یوں ہی اگر کسی کا ایمان (عقیدہ) درست نہ ہو تو اذا فات الشرط فات المشروط کے مطابق بیشک وہ ساری زندگی نیکیاں کرتا رہے اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہے ہاں اگر کسی کا ایمان (عقیدہ) درست ہے مگر عملوں میں کوتاہی ہو تو اس کی بخشش کی اُمید کی جا سکتی ہے جیسے کہ سیّدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے واشگاف الفاظ میں فرما دیا ہے بلکہ احادیثِ اربعہ جو شروع میں مذکور ہوئیں ان سے بھی روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دارو مدار بخشش کا عقائد پر ہے۔ اللہ تعالیٰ صحیح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وهو حسبنا ونعم الوكيل وصلى الله تعالىٰ علىٰ حبيبه

سيد العالمين وعلىٰ آلهٖ واصحابهٖ اجمعين

سوال......عقائد اہل سنت کو اتنی پذیرائی کیوں ملی کہ نجات وبخشش کا دارومدار عقائدِ اہلسنّت و جماعت قرار پائے۔

جواب...... یہ اس لئے ہے کہ عقائد اہلسنّت و جماعت میں ادب ہے محبت اور عظمتِ مصطفیٰ ہے بلکہ عقائد اہلسنّت و جماعت کی بنیاد ہی محبت وعظمتِ رسول پر ہے اور محبتِ مصطفیٰ ہی سب کچھ ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

روح ایماں مغز قرآں جاں دیں ہست حب رحمۃ اللعالمین

(مفکر مشرق علامہ اقبال)

یعنی محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی روح ہے اور محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی
قرآنِ پاک کا مغز ہے اور محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی دین کی جان ہے۔

بلکہ خود سیّد العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین

اے میری اُمت تم میں سے کوئی صحیح مومن نہیں ہوسکتا جب تک میری محبت اس کے دل میں
اس کے باپ اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔ (صحیح بخاری و مسلم، مشکوٰۃ شریف صفحہ۱۲)

نیز سیّد العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

و یتفاوت الناس فی الایمان علیٰ قدر تفاوتہم فی محبتی و یتفاوتون فی الکفر علیٰ قدر تفاوتہم فی بغضی الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ (دلائل الخیرات)

یعنی لوگ ایمان میں برابر نہیں بلکہ جس دل میں میری محبت زیادہ ہوگی اس کا ایمان اتنا ہی قوی ہوگا اور لوگ کفر میں بھی برابر نہیں بلکہ جس دل میں میرا بغض زیادہ ہوگا اس کا کفر بھی بڑا ہوگا پھر فرمایا کان کھول کر سن لو جس دل میں میری محبت نہیں اس کا ایمان نہیں جس دل میں میری محبت نہیں اس کا ایمان نہیں جس دل میں میری محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔

تنبیہ......رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ایک بار ہی کافی تھا مگر رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین بار تاکید فرما کر ثابت کر دیا کہ محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بغیر ایمان ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی لئے جب سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربارِ رسالت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

انت احب الی من کل شئ الا نفسی التی بین جنبی

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کی محبت میرے دل میں ہر چیز سے زیادہ ہے
مگر اپنی جان کی محبت میرے دل میں حضور کی محبت سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

یہ سن کر جانِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر!

لا تکون مومنا حتی اکون احب الیك من نفسك

یعنی اے عمر تو (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک میری محبت تیرے دل میں تیری جان سے بھی زیادہ نہ ہو۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

والذی انزل علیك الکتاب لانت احب الی من نفسی التی بین جنبی

یعنی قسم اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل کی اب آپ کی محبت میرے دل میں میری جان سے بھی زیادہ ہے۔

یہ سن کر رحمتِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الآن یا عمر تم ایمانك

یعنی اے عمر! اب تیرا ایمان مکمل ہوا۔

(دلائل الخیرات، ص ۱۸۔ شفاء قاضی عیاض، ج ۲ ص ۱۵)

ان احادیثِ مبارکہ سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی سب کچھ ہے سرکار کی محبت کے بغیر سب سراب ہی سراب ہے بربریت ہی بربریت ہے۔

نوٹ......مولوی نور محمد صاحب دیوبندی ملک مطبع اصح المطابع نے لکھا ہے کہ دلائل الخیرات کی ساری احادیثِ مبارکہ صحیح ہیں۔

﴿ والحمد للہ ربّ العالمین ﴾

نیز بزرگانِ دین علماء راسخین نے بھی ثابت کیا ہے کہ حبیبِ خدا سیّد انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہی ایمان ہے۔

چنانچہ مطالع المسرات میں ہے:

فاصل الایمان مشروط باصل الحب و کمال الایمان مشروط بکمال الحب

یعنی اصل ایمان کیلئے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اصل محبت شرط ہے اور ایمان کے مکمل ہونے کیلئے حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کامل محبت شرط ہے۔ (مطالع المسرات صفحہ ٦٧)

نیز اسی میں ہے:

و من لا محبۃ لہ لا ایمان لہ فحبہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم رکن الایمان لا یثبت ایمان عبد ولا یقبل الا بمحبۃ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم (مطالع المسرات صفحہ ٦٨)

یعنی جس دل میں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت نہیں اس کا ایمان ہی نہیں کیونکہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ایمان کا رکن ہے کہ کسی بندے کا ایمان بغیر محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نہ تو ثابت ہوسکتا ہے اور نہ ہی قبول ہوسکتا ہے۔

نوٹ...... بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کیلئے بھی اس کے حبیب صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت شرط ہے۔

چنانچہ مطالع المسرات میں ہے:

فمحبۃ اللّٰہ مشروط بمحبۃ رسولہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم (صفحہ ٦٩)

یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کیلئے اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت شرط ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جس دل میں رحمتِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت نہیں اس دل میں اللہ کی محبت ہو ہی نہیں سکتی اور جس دل میں والیٔ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہو اس کی زبان اعتراض گنگ ہو جاتی ہے پھر اس کی زبان اور اس کے قلم سے ایسی بات نکل ہی نہیں سکتی جس میں بے ادبی کا پہلو ہو۔

تنبیہ...... جو شخص محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دعویٰ کرے اور اگر مگر کے چکر چلا کر اعتراض کی زبان بھی کھولے جی اگر حضور کو فلاں چیز کا علم تھا تو کیوں ہوا اگر اختیار تھا تو یوں کیوں ہوا۔ ایسا شخص محبت کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ [1]

﴿ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بے ادبی سے بچائے رکھے۔ ﴾

الحاصل چونکہ عقائدِ اہلسنّت و جماعت کی بنیاد ہی محبت و عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہے اس لئے عقائد اہل سنت و جماعت کو یہ پذیرائی ملی کہ جس کا عقیدہ اہلسنّت و جماعت ہوگا وہی جنت جائے گا دوسرا جنت جا ہی نہیں سکتا۔

---

[1] اگر مگر کے جواب کیلئے کتاب 'البرھان' کا مطالعہ کریں۔

واقعہ

تفسیر روح البیان میں ہے کہ جب سیّدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں خلق قرآن کا فتنہ کھڑا ہوا تو سیّدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مقابلے میں ڈٹ گئے کہ یہ سراسر غلط ہے اور ایک سرکاری مولوی بشر مریسی خلیفہ کی حمایت میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت میں کھڑا ہوگیا۔

پھر جب وہ مولوی بشیر مریسی مرگیا اور اس کو قبرستان میں دفن کیا گیا تو ایک نوجوان جو پہلے کا مدفون تھا اس کو کسی عزیز نے خواب میں دیکھا کہ اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہوچکے ہیں اس نے پوچھا اے عزیز تو جب مرا تھا تیرے سارے بال سیاہ تھے اب سفید کیوں ہوگئے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ اس قبرستان میں اتنے ہزار مدفون ہیں اور اپنی اپنی گور گردن لیکن جب بشر مریسی مدفون ہوا تو دوزخ نے اس پر ایک ہی چنگھاڑ مارا جس سے سب قبرستان والوں کے بال سفید ہوگئے۔

(العیاذ باللہ تعالیٰ) (تفسیر روح البیان، ج ۱۰ ص ۲۱۶)

یہ ہے بدعقیدگی کا وبال۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اہلسنّت وجماعت کے عقائد پر قائم ودائم رکھے۔

بجاہ من اتخذہ اللہ حبیبا فی الدنیا والآخرۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اے میرے مسلمان بھائی غور کر کہ اس مولوی بشر مریسی نے نا معلوم کتنی تبلیغیں کی ہوں گی کتنے وعظ کیے ہوں گے اور کتنی کتابیں لکھی ہوں گی مگر بدعقیدگی کا وبال کہ سب کچھ غارت ہوگیا اور وہ سزا ملی کہ پناہ بخدا۔ نیز یہ مولوی بشر مریسی سیّدنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شاگرد تھا مگر بعد میں اس نے اپنا عقیدہ بدل کر معتزلی عقیدہ اپنا لیا جس پر اس کو یہ سزا ملی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بدعقیدہ لوگوں سے بچائے رکھے۔ آمین بجاہ حبیبہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ناصحانہ اپیل

الدین النصیحۃ یعنی دین خیر خواہی کا نام ہے میں نے اپنے مسلمان بھائیوں کی اسی دینی خیر خواہی کے طور پر چند صفحات قلم بند کئے ہیں تاکہ میرے بھولے بھالے مسلمان بھائی غیروں کی بناوٹی باتوں اور لفاظیوں چرب زبانیوں سے متاثر ہوکر راہِ حق سے بھٹک نہ جائیں بلکہ مسلمان بھائی اپنے اکابر مثلاً محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوثِ اعظم جیلانی...... امام الاولیاء سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری...... سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری...... غوث زماں خواجہ بہاؤ الحق زکریا ملتانی...... مخدوم الاولیاء خواجہ سیّد محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبند بخاری...... فرید الحق والدین خواجہ فرید الدین گنج شکر...... شیخ الجن والانس امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی (قدس اللہ اسرارہم) ودیگر اکابر اہلسنّت وجماعت کے عقائد ونظریات کے مطابق اپنے عقائد دُرست کریں اور ان حضرات کے دامن سے وابستہ ہوکر سیدھے جنت پہنچ جائیں۔

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے:

تعیشوا فی اکنافہم فان فیہم رحمتی (الامن والعلی، صفحہ ۲۸)

یعنی اللہ تعالٰی کے ولیوں کے دامن میں زندگی گزارو کہ ان کے دامن میں اللہ تعالٰی کی رحمت ہے۔

محتاجِ دعا فقیر ابوسعید غفرلہٗ

اہلسنّت و جماعت کے عقائد کا مختصر بیان

عقیدہ ۱ ...... اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں وہی رازق ہے وہی خالق ہے وہی شافی ہے وہی کافی ہے وہی معین ومددگار ہے وہی سمیع وبصیر ہے وہی حی وقیوم ہے اسی کی شان ہے 'ان اللّٰہ علیٰ کل شیٔ قدیر' اسی کی شان ہے 'اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون' اسی کی ہر صفت ذاتی ہے اور مخلوق کی ہر صفت عطائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت عطائی نہیں ہوسکتی مخلوق کی کوئی صفت ذاتی نہیں ہوسکتی اور یہ وہ حد فاصل ہے جس پر توحید کا مضبوط ترین محل قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبیوں رسولوں اور ولیوں کے پاس علم ہے تو اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اختیار ہے تو اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ تصرف ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ہیں یعنی ان حضرات کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کی قدرت ظاہر ہوتی ہے۔

عقیدہ ۲ ...... عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بھی عبادت کرنا کفر ہے شرک ہے جو کہ ناقابل معافی جرم ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء

یعنی اللہ تعالیٰ شرک کو ہرگز نہ بخشے گا اور اس کے سوا باقی گناہوں کو جسے چاہے معاف کردے۔

لیکن عبادت اور چیز ہے اور تعظیم وتوقیر اور چیز ہے۔ تعظیم وتوقیر کو عبادت قرار دینا یہ سراسر حماقت ہے۔ مرزا غالب نے سچ فرمایا:

الفت کو احمقوں نے پرستش دیا قرار

یعنی ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے نبیوں ولیوں سے محبت کرتے ہیں ان کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں تو احمق لوگ کہتے ہیں تم نبیوں ولیوں کی عبادت کرتے ہو اور یہ وہ کجروی ہے جس نے اُمتِ مسلمہ کے شیرازہ کو بکھیر کر رکھ دیا ہے بلکہ قرآن پاک نے بھی عبادت اور تعظیم کا الگ الگ مفہوم بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۂ مائدہ میں ہے:

ومن یشرک باللّٰہ فکانما خر من السمآء فتخطفہ الطیر

او تھوی بہ الریح فی مکان سحیق (سورۂ مائدہ:۳۱)

سنو اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا گویا آسمان سے گر پڑا اب یا تو اسے پرندے اُچک لے جائیں یا ہوا کسی دور دراز کی جگہ پھینک دے گی۔

اس آیتِ مبارکہ کے ساتھ ہی اللہ تعالٰی نے فرمادیا:

ذالك ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب (سورۂ مائدہ:۲۲)

یہ سن لیا اب اور سنو اللہ کی نشانیوں کی جو عزت و حرمت کرے اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ یہ ہے۔

مندرجہ بالا دونوں آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ ہم نے اپنی طرف سے نہیں کیا بلکہ یہ اس قرآن مجید کا ترجمہ ہے جو کہ سعودی عرب میں شاہ فہد کے پریس سے چھپا ہے۔ چنانچہ اس کے سرورق پر لکھا ہے:

(القرآن الكريم و ترجمة معانيه و تفسيره الى اللغة الاردية۔
مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف صفحه ۹۲۲)

لہٰذا مندرجہ بالا دونوں آیاتِ مبارکہ نے روزِ روشن کی طرح واضح کردیا کہ عبادت اور چیز ہے اور شعائر اللہ کی تعظیم اور چیز ہے۔

﴿ اللہ تعالٰی صحیح سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔ ﴾

عقیدہ ۳ ...... اللہ تعالٰی بے نیاز ہے وہ کسی کا محتاج نہیں اور ساری مخلوق اس کی محتاج ہے وہ جو چاہے کرے کوئی اس سے پوچھ نہیں سکتا۔

لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون

عقیدہ ٤ ......اللہ تعالٰی کے سارے نبی رسول برحق ہیں سچے ہیں معصوم ہیں ان سب نبیوں رسولوں میں سے سب سے افضل سب سے اکمل سب سے اجمل سب سے اشرف سب سے امجد سب سے اشہر سب سے اولٰی سب سے اعلٰی اللہ تعالٰی کے حبیب ہیں جن کا نام نامی اسمِ گرامی **محمد مصطفٰی** ہے۔ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

آپ سب سے آخری نبی ہیں آپکے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہوسکتا نہ تشریعی نہ غیر تشریعی نہ ظلی نہ بروزی۔ لہٰذا جو شخص یہ کہے کہ حبیبِ خدا محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا ہوسکتا ہے وہ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

عقیدہ ۵ ......ساری اُمتوں میں سے حبیبِ خدا سیّدِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت افضل ہے اور اس امت میں سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب سے افضل ہیں اور ان صحابہ کرام میں سے خلفائے راشدین سب سے افضل ہیں۔ علیٰ ترتیب الخلافۃ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کے سب عادل ہیں متقی ہیں پرہیزگار ہیں۔ الصحابہ کلھم عدول صغیرھم و کبیرھم

سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صحابی ہیں ۔ مرتبہ میں اگرچہ سیّدنا مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر نہیں ہیں۔ ان دونوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ سیّدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو خلفائے راشدین میں سے ہیں لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صحابی ہیں۔

کوئی ولی کوئی غوث کوئی قطب کوئی امام کوئی قلندر کسی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا جو شخص کسی بھی صحابی کی شان میں بے ادبی کرے وہ گمراہ بددین ہے ایسا شخص ہرگز ہرگز ولی نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ......کوئی شخص بالفرض سو دو سال ریاضتیں عبادتیں مجاہدے کرتے ہوئے ولایت کی ساری منزلیں طے کر لے مثلاً وہ ولی بھی بن گیا وہ غوث اور قطب بھی ہو گیا ادھر ایک شخص کفر و شرک میں مبتلا حبیبِ خدا سیّدِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عین حیاتِ ظاہری میں آیا اور اس نے صدق دل سے کلمہ پڑھ کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت کی اور پھر ایک نماز پڑھنے کا بھی وقت نہ ملا وہ فوت ہو گیا تو یہ صحابی بن گیا یہ اس صد سالہ عبادت گزار غوث قطب سے افضل ہو گیا اور یہ ساری برکتیں اس چہرۂ انور کی زیارت کی ہیں جس کی تعریف قرآن پاک میں یوں ہے: قد نری تقلب وجھک والسماء۔

عقیدہ ٦ ......فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں۔ ملائکہ کرام یعنی فرشتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر ہی نہیں سکتے۔ لا یعصون اللہ ما امرھم فرشتے نہ مذکر ہیں نہ مونث۔ فرشتوں کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ وما یعلم جنود ربک الا ھو۔

عقیدہ ۷ ......ولایت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایک امتیازی شان ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ ولی نفلی عبادت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے اور جب اسے اللہ تعالیٰ کا قرب مل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں وہ دیکھتا ہے تو میری قدرت سے دیکھتا ہے۔ میں اس کے کان بن جاتا ہوں وہ سنتا ہے تو میری دی ہوئی طاقت سے سنتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں وہ پکڑتا ہے تو میری قدرت سے پکڑتا ہے۔ یعنی جب ولی کی آنکھ میں قدرتِ الٰہی کام کرتی ہے تو وہ قریب بھی دیکھ لیتا ہے اور دور سے بھی دیکھ لیتا ہے۔ جیسے کہ سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے نہاوند سے اسلامی لشکر کو دیکھ لیا تھا اور مدینہ منورہ سے آواز بھی پہنچا دی تھی۔

جولوگ کہتے ہیں کہ ولی نبی کچھ نہیں کرسکتے یا جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو تصرف کی قدرت نہیں دی وہ یہودیوں کا پارٹ ادا کررہے ہیں کیونکہ یہودیوں کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کسی کو کچھ دیتا نہیں ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

وقالت الیهود ید الله مغلولة غلت ایدیهم ولعنوا

بما قالوا بل یداه مبسوطتان ینفق کیف یشآء

یہودیوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہے کسی کو دیتا کچھ نہیں۔ [1]

اس کی تردید میں فرمایا:

بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں دست کرم کھلے ہیں جس کو جتنا چاہے جو چاہے عطا کرے۔ [2]

﴿ اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث کو صحیح سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔ ﴾

حسبنا اللّٰه ونعم الوکیل وصلی اللّٰه تعالیٰ علیٰ حبیبه

سید العالمین شفیع المذنبین و علیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

ابوسعید محمد امین غفرلہٗ

ولوالدیہ ولاحبابہٖ

یکم ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۹۹ء

---

[1] یہودیوں پر اس کہنے کی وجہ سے لعنت پڑی۔

[2] تفصیل کیلئے 'عطاءِ حق' کا مطالعہ کریں۔